سپریم کورٹ کی رپورٹس

ارجن سنگھ عرف پوران
بمقابلہ
کرتار سنگھ اور دیگر
2 مارچ 1951
مساوی حوالہ جات: 1951 AIR 193، 1951 SCR 258
مصنف: این سی ائیر
بنچ: ائیر، این چندر شیکھرا

درخواست گزار:
ارجن سنگھ عرف پران

بمقابلہ

جواب دہندہ:
کرتار سنگھ اور دیگر۔

فیصلے کی تاریخ:
1951/03/02

بینچ:
عیار، این چندر شیکھرا
بینچ:
عیار، این چندر شیکھرا
فضل علی، سید
مکھرجیا، بی کے

حوالہ:
1951 AIR 193 1951 SCR 258
CITATOR کی معلومات:
RF 1963 SC1526)9(
F 1974 SC2069)5(
RF 1976 SC1053)10(
ایکٹ:
سول پروسیجر کوڈ، 1908، O. XLI، r. 27--اضافی
ثبوت -- نامناسب داخلہ -- ایسے شواہد کی بنیاد پر تلاش -- کیا
حتمی -- مداخلت -- پنجاب کسٹم ایکٹ
(ایچ آف 1920)، ایس۔ 7-غیر آبائی جائیداد کی بیگانگی کا مقابلہ
کرنے کے لئے سوٹ - مینٹینیبلٹی۔

ہیڈ نوٹ:

اضافی ثبوت حاصل کرنے اور تسلیم کرنے کا اختیاراپیل میں کوئی صوابدیدی نہیں بلکہ عدالتی ہے جو سول پروسیجر کوڈ کے
XLI ORDER قاعدہ۔ 27 میں بیان کردہ حدود کے مطابق ہے ، اور اگر اضافی ثبوت تھے۔حکمرانی کے اصولوں کے خلاف شامل کرنے کی اجازت ہے۔اس طرح کے شواہد کا استقبال، یہ صوابدید کے غلط استعمال اور اضافی ثبوت کا معاملہ ہوگا۔ لہٰذا ریکارڈ پر لانے کو نظر انداز کرنا پڑے گا۔کیس کا فیصلہ اس طرح ہوا جیسے یہ غیر موجود تھا۔
259
اپیل میں اضافی شواہد کو تسلیم کرنے کا جائز موقع یہ ہے کہ جب ثبوت کی جانچ پڑتال کی جائے تو اس وقتکوئی موروثی خامی یا عیب ظاہر ہو جاتا ہے، ناکہ جہاں تازہ شواہد کی عدالت کے باہر دریافت کی جاتی ہے، اور اسے درآمد کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔سچ جانچ یہ ہے کہ آیا اپیل کورٹ اضافی ثبوت کو لئے بغیر اس سے پہلے مواد پر فیصلہ سنانے کے قابل ہے یا نہیں. کیسوجی اسور P .1 .v.G. ریلوے (34 115 .I.A)اور پارسوتم بمقابلہ لال موہن (58 254 .I.A) کا حوالہ دیا گیا۔
اگرچہ عام طور پر حقیقت کی تلاش، خواہ کتنی ہی غلط ہو، دوسری اپیل میں چیلنج نہیں کیا جا سکت, ایک تلاش جو ہے اضافی شواہد کی بنیاد پر پہنچا جو کہ ہونا چاہیے,داخل نہیں کیا گیا تھا اور بغیر کسی غور و فکر کےاس طرح کی نوعیت میں اندرونی اور واضح نقائص شواہد کو ایسی تلاش کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا جو اپیل پر حتمی ہو۔
پنجاب ایکٹ II کے 1920کی سیکشن 7 کے تحت کوئی بھی غیر آبائی غیر منقولہ جائیداد کی علیحدگی کا مقابلہ اس بنیاد پر نہیں کر سکتاکہ اس طرح کی بیگانگی رواج کے خلاف ہے۔

فیصلہ :

سول اپیل کا دائرہ اختیار: اپیل (سول اپیل نمبر 31 آف 1950) لاہور ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر کے 28 فروری 1946 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف باقاعدہ دوسری اپیل نمبر 887 آف/942 میں۔

رام لال آنند (ہربنس لال متل، اس کے ساتھ)اپیل کنندہ کے لیے ۔

بخشی ٹیک چند (پی ایس سیفیر، اس کے ساتھ) جواب دہندگان کے لیے۔

1951۔ 2 مارچ۔ عدالت کا فیصلہ چندر شیکھر عیار جے نے سنایا۔ مدعی، ارجن سنگھ عرف پورن، ماتحت جج، جالندھر کی عدالت میں اندر سنگھ، کرتار سنگھ اور دیگر پانچ افراد کے خلاف مقدمہ لایا۔ ایک اعلان کہ پہلے مدعا علیہ، اندر سنگھ کی طرف سے دوسرے مدعا علیہ، کرتار سنگھ کے حق میں، تقریباً 14 سال قبل وصیت کی گئی تھی، جو مدعی کے خلاف، جو اس کی موت کے بعد پہلے مدعا علیہ کا بدلہ لینے والا وارث تھا۔ مدعی میں کدووال گاؤں میں 395 کنال

اراضی کا آدھا حصہ، پتر کلاں گاؤں میں 837 کنال اور 11 مرلہ
اراضی کا آدھا حصہ اور بعد کے گاؤں میں چار مکانات شامل تھے۔
فریقین کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہوئے مدعی کے ساتھ منسلک شجرہ نسب میں، مدعی سہجا سنگھ کو اپنے چوتھے آباؤ اجداد کے طور پر دعویٰ کرتا ہے۔ جودھا سنگھ اور جئے سنگھ کو سہجا سنگھ کے بیٹوں کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ مدعا علیہ نمبر 1، اندر سنگھ، جودھا سنگھ کا پوتا ہے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ فریقین جار زراعت کے ماہر ہیں جو آبائی جائیداد اور جانشینی کے معاملے میں
روایتی قانون کے تحت چلتے ہیں، اور یہ کہ اس قانون کے تحت ایک بے بیٹا مالک اپنی آبائی جائیداد کے سلسلے میں وصیت کرنے کا اہل نہیں ہے، جب کہ 5ویں ڈگری تک کی ضمانتیں، اور چونکہ مدعی میں مذکور پوری جائیداد آبائی تھی، اس لیے پہلے مدعا علیہ کی طرف سے دوسرے مدعا علیہ کے حق میں کی گئی وصیت جس نے دعویٰ کیا تھا کہ پہلے مدعا علیہ نے اسے اپنایا تھا، باطل اور غیر موثر تھا۔ مدعی 22 جولائی 1919 کو پیدا ہوا تھا اور وصیت کے وقت نابالغ تھا، اس لیے مقدمہ وقت کے اندر تھا۔
مقدمے کا مقابلہ بنیادی طور پر دوسرے مدعا علیہ، کرتار سنگھ نے کیا تھا، جس نے اپنا گود لینے کا فیصلہ کیا تھا، اور
استدعا کی تھی کہ مدعی کے حوالے سے جائیدادیں بالکل بھی آبائی نہیں تھیں۔ مدعا علیہان 3 سے 7 ایک فریق رہے۔
مقدمے کی سماعت میں یہ تسلیم کیا گیا کہ کدووال میں واقع زمین کا آبائی ہونا ثابت نہیں ہوا۔ ماتحت جج نے کہا کہ پٹار کلاں کی زمین بھی مدعی کی طرف سے پیش کیے گئے شواہد سے اپنے آبائی ہونے کا ثبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ یہ پایا گیا کہ مشترکہ آباؤ اجداد سہجا سنگھ کے نہ صرف دو بیٹے تھے جودھا سنگھ اور جئے سنگھ۔ لیکن اس کا تیسرا بیٹا بھی تھا جس کا نام پوہلو تھا، اور یہ کہ محض اس حقیقت سے کہ دونوں بیٹوں نے مساوی حصص میں زمین کا لطف اٹھایا، کوئی گمان نہیں کیا جا سکتا کہ جائیداد آبائی تھی اور مشترکہ آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی تھی، جب کہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ تیسرے بیٹے کا حصہ اس نے گود لینے اور اس کی حد بندی کے مسائل پر مدعی کے حق میں نتائج درج کیے، لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ مدعی کے پاس گود لینے کی توثیق کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی
کیونکہ اس کی پیدائش سے بہت پہلے حد کی مدت ختم ہو چکی تھی۔
نتیجے میں، مقدمہ خارج کر دیا گیا تھا۔
مدعی نے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل کو ترجیح دی۔ اس نے آرڈر XLI، قاعدہ 27، اور سیکشن 151، سول پروسیجر کوڈ کے تحت اضافی ثبوت جمع کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔ وہ جس دستاویز
کوریکارڈ پر لینا چاہتا تھا اور اس پر غور کرنا چاہتا تھا، اور جس میں سے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ مقدمے کی سماعت میں نہیں جانتے تھے، وہ موضع پتر کالام سے متعلق کامی بیشی بیان تھا، جس میں ایک نوٹ تھا جو تیسرے بیٹے پوہلو نے اپنے بھائیوں کے حق میں آبائی جائیداد میں اپنی دلچسپی کو بڑھاوا

دیا تھا۔ اپیل میمورنڈم کے ساتھ بیان کی کاپی دائر کی گئی۔ درخواست کی فطری طور پر مقابلہ کرنے والے مدعا علیہان کی جانب سے مخالفت کی گئی جنہوں نے زور دیا کہ مدعی اپیل گزار کے پاس اپنے تمام ثبوت نچلی عدالت میں پیش کرنے کا کافی موقع تھاتاکہ یہ ثابت کیا جا سکتاتھا کہ جائیداد آبائی ہے اور جس اندراج پر اب انحصار کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ جعلی لگتی ہے۔ ڈسٹرکٹ جج نے درخواست کو اپیل کے ساتھ ہی سننے کے لیے پوسٹ کیا۔ 17 مارچ 1942 کو، یعنی اپیل کی سماعت سے پہلے ہی، ڈسٹرکٹ جج نے درخواست کی اجازت دے دی۔ 1849-50 میں تیار کردہ نقشہ کامی بیشی اور 1852 میں تیار کی گئی منتخب اسامیوار میں پائے جانے والے دو اندراجات کا حوالہ دیتے ہوئے، جس میں کہا گیا تھا کہ پوہلو نے اپنا آبائی حصہ چھوڑ دیا تھا، اس نے مشاہدہ کیا: "یہ دونوں اندراجات، اگر ایک ساتھ لیا گیا، اگر حقیقی پایا جاتا ہے، قابل ہو جائے گا۔ عدالت کسی نتیجے پر پہنچے، لہٰذا، انصاف کے مفاد میں یہ ہے کہ اضافی ثبوت پیش کیے جائیں۔ یہ اضافی ثبوت ذیل کی عدالت کے فیصلے میں نشاندہی کی گئی خرابی کو دور کرنے کے لیے مواد فراہم کرے گا، کیوں کہ سہجا سنگھ کے دو بیٹے اپنے تیسرے بھائی کی موجودگی میں پتر کلاں کی زمین کے مساوی حصص کے مالک کیوں آئے"۔ انہوں نے فریقین کو دو دستاویزات سے متعلق ثبوت طلب کرنے کی اجازت دی۔ درخواست گزار کی جانب سے دو گواہوں پر جرح کی گئی۔ منشی پرتھی ناتھ DC کے دفتر جالندھر سٹی میں کلرک ہیں اور وہ 1849-50 کی آباد کاری کے وقت تیار کردہ گاؤں پتر کلاں کے حقوق کا ریکارڈ لے کر آئے تھے۔ منشی نیاز احمد تحصیل جالندھر میں دفتر قانونگو میں ہیں اور وہ تحصیل آفس میں محفوظ حقوق کے ریکارڈ کا راؤنتخیب اسامیوار لے کر آئے ہیں۔ ان دونوں نے رجسٹروں میں پائے جانے والے متعلقہ اندراجات کے بارے میں ثبوت دیا۔

ڈسٹرکٹ جج نے ماتحت جج کے فیصلے کو پلٹ دیا اور اس اضافی ثبوت کی بنیاد پر مدعی مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ انہوں نے موقف اختیار کیا کہ اپیل کنندہ کے لیے جو اندراجات پر انحصار کیا گیا وہ حقیقی ہیں اور جعلی نہیں ہیں اور چونکہ پوہلو نے اپنا حصہ چھوڑ دیا تھا، منزہ پتر کلاں میں زمین مدعی کی آبائی تھی۔ اس نے مزید پایا کہ مقدمہ پر پابندی نہیں لگائی گئی تھی اور یہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 120 کے تحت وقت کے اندر اندر تھا، لیکن دوسرے مدعا علیہ کی طرف سے قائم کردہ گود لینا درست نہیں تھا۔ چونکہ ضلع کا رواج کسی مالک کو اس کی جائیداد کا کوئی حصہ، خواہ آبائی یا خود حاصل کیا گیا ہو، وصیت کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا، اس لیے ڈسٹرکٹ جج کی رائے میں، مدعی کو وصیت کا مقابلہ کرنے کا حق حاصل تھا۔ ان نتائج کی بنیاد پر، اس نے مدعی کے مقدمے کا مکمل طور پر فیصلہ سنایا، جس میں گاؤں کدووال کی زمینیں بھی شامل تھیں جو کہ غیر آبائی تسلیم کی گئی تھیں اور پتر کلاں میں 4 بیگھہ اور 16 بسواس اراضی بھی شامل تھی، جس کے مطابق حقوق کے ریکارڈ کے مطابق، جودھا سنگھ اور

جئے سنگھ کے قبضے میں نہیں تھی، بلکہ تیسرے فریق کے پاس تھی۔ دوسرے مدعا علیہ، کرتار سنگھ نے ہائی کورٹ میں دوسری اپیل پر معاملہ اٹھایا۔ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے موقف اختیار کیا کہ پتر کلاں کی اراضی کو آبائی ہونے سے ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے اور ڈسٹرکٹ جج کے پاس نبشہ کامی بیشی اور متاخب عاصمی وار ریکارڈ کی شکل میں اضافی شواہد کو تسلیم کرنے کا جواز نہیں ہے۔ انہوں نے مزید نشاندہی کی کہ اصل دستاویزات کے سطحی مشاہدے نے بھی اس نتیجے پر پہنچایا کہ پوہلو کی جانب سے اپنا حصہ چھوڑنے کے حوالے سے اندراج بعد میں کیا گیا تھا۔ اس لیے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ پتر کلاں میں واقع پوری زمین بھی غیر آبائی تھی اور اس مقدمے کو مکمل طور پر خارج کر دیا جانا چاہیے تھا، جیسا کہ 1920 کے ایکٹ II کی سیکشن 7 کے تحت کسی بھی شخص کو انتخاب لڑنے کا اختیار نہیں ہے۔ غیر آبائی غیر منقولہ جائیداد کو اس بنیاد پر الگ کرنا کہ اس طرح کی بیگانگی رواج کے خلاف ہے۔ اس دریافت کے پیش نظر فیصلہ کے لیے کیس میں کوئی دوسرا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ تاہم رخصتی کونسل میں ہز میجسٹی سے اپیل کرنے کے لیے دی گئی تھی اور اب یہ اپیل ہمارے سامنے ہے۔اپیل کننده کے وکیل کے ذریعہ یہ سختی سے استدلال کیا گیا تھا کہ یہ ہائی کورٹ کے لئے کھلا نہیں ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ جج کی طرف سے اضافی شواہد کو شامل کرنے کی اجازت دینے میں استعمال کی جانے والی صوابدید میں مداخلت کرے اور یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ حقیقت کی غلط کھوج ہوئی ہے، اس کا حتمی ہونا ضروری ہے کیونکہ دوسری اپیل صرف دیوانی ضابطہ اخلاق کے سیکشن 100 میں مذکور مخصوص بنیادوں پر ہی زیر سماعت ہے۔ تاہم، اس دلیل کے تحت ایک غلط فہمی ہے. اضافی شواہد حاصل کرنے اور اسے تسلیم کرنے کی صوابدید کوئی صوابدیدی نہیں ہے، بلکہ یہ ایک عدالتی طریقہ کارہے جو سول پروسیجر کوڈ کے آرڈر XLI، قاعدہ 27 میں بیان کردہ حدود کے مطابق ہے۔ اگر ایسے شواہد کو قبول کرنے والے اصولوں کے برخلاف اضافی شواہد کو شامل کرنے کی اجازت دی گئی تو یہ صوابدید کے نامناسب استعمال کا معاملہ ہو گا، اور ریکارڈ پر لائے گئے اضافی شواہد کو نظر انداز کر کے کیس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر یہ غیر موجود تھا. آرڈر XLI، قاعدہ 27 کے تحت، یہ اپیل کورٹ ہے جسے فیصلہ سنانے کے قابل بنانے کے لیے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ کیسوجی اسور v.G کے معروف کیس میں پریوی کونسل نے طے کیا ہے۔)I.P. Railway)1""موجوده اصول کے اطلاق کے لیے جائز موقع یہ ہے کہ جب ثبوت کی جانچ پڑتال کی جائے جیسا کہ ii کھڑا ہے، کچھ موروثی کمی یا نقص ظاہر ہو جاتا ہے، نہ کہ جہاں عدالت کے باہر، تازہ ثبوت اور اسے درآمد کرنے کے لیے درخواست دی گئی ہے" اور انہوں نے اس نظریے کو مضبوط الفاظ میں دہرایا حتیٰ کہ پارسوٹیم بمقابلہ لال موہن (2) کے بعد کے معاملے میں بھی۔ اصل امتحان، سامنے ہے، یہ ہے کہ کیا اپیلٹ کورٹ (1) 34 I. A. 254 58 (2) I. A. 115 کو شامل کیے جانے والے اضافی شواہد پر غور کیے بغیر اپنے سامنے

موجود مواد پر فیصلہ سنانے کے قابل ہے یا نہیں۔ موجودہ کیس میں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے کہ کوئی کوتاہی یا خلا تھا جسے پُر کرنا تھا اور یہ کہ اپیلٹ کورٹ نے اس کمی کو فراہم کرنے کی ضرورت محسوس کی تاکہ وہ فیصلہ سنا سکے۔ اسے دوسری طرف ڈالنے کے لئے، یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے، اور یہ نہیں بتایا گیا تھا، کہ ڈسٹرکٹ جج نے خود کو سیٹلمنٹ رجسٹروں کی کاپیوں کے بغیر کسی فیصلے پر پہنچنے سے قاصر محسوس کیا جو اس کے سامنے پہلی بار پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھیں۔ دوسری طرف، ڈسٹرکٹ جج نے اپیل کی سماعت سے قبل ہی کامی بیشی اور متاخیب اسامیوار رجسٹروں کی مصدقہ کاپیاں تسلیم کرنے کا ذہن بنا لیا۔اپیل کنندہ کو اضافی شواہد طلب کرنے کا حکم مورخہ 17 مارچ 1942 ہے۔ اپیل کی سماعت 24 اپریل 1942 کو ہوئی تھی۔ اس طرح ریکارڈ پر موجود شواہد کی جانچ نہیں کی گئی اور یہ فیصلہ آیا کہ ثبوت کے طور پر ظاہر کیا گیا۔ وہ خامیاں جو عدالت کو اپنا فیصلہ سنانے کے لیے پُر کرنے کی ضرورت تھی۔ ان حالات میں، ہائی کورٹ کے ماہر ججوں کا یہ کہنا درست تھا کہ ڈسٹرکٹ جج کا آرڈر XLI، قاعدہ 27 کے تحت اس ثبوت کو تسلیم کرنے کا جواز نہیں تھا۔

یہاں تک کہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اضافی شواہد کا استقبال مناسب تھا، ڈسٹرکٹ جج تصفیہ کے رجسٹروں میں اندراجات کی موروثی کمزوریوں پر غور کرنے میں ناکام رہے جن پر اپیل کنندہ کے لیے انحصار کیا گیا تھا اور متعدد تنقیدیں جو ان کے خلاف منصفانہ طور پر یہ ظاہر کرنے پر عائد کی جا سکتی تھیں کہ وہ جعلی تھے۔ اس نے اندراجات کو حقیقی قرار دیا۔ اندراجات کو حقیقی اور جعلی نہ ہونے کے لیے ماہر جج کی طرف سے تفویض کردہ واحد وجہ یہ ظاہر ہوتی ہے کہ تمام ریکارڈ مناسب تحویل میں تھے۔ اس بے ہودہ ریمارکس کے خلاف ہمیں ہائی کورٹ کے فاضل ججوں کے مندرجہ ذیل مشاہدات کو مرتب کرنا چاہیے:

"یہاں تک کہ اصل دستاویزات کا سطحی مشاہدہ بھی اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ یہ اندراج بعد میں کیا گیا انٹرپولیشن تھا۔ نقشہ کامی بیشی میں پہلے سے ہی اس کالم میں ایک تبصرہ تھا اور اس تبصرہ پر انحصار کیا گیا تھا جس پر بہت ہی عجیب و غریب انداز میں داخل کیا گیا تھا۔ مختلف قلم اور ایک الگ سیاہی میں۔اسے صاف پڑھنا بھی ناممکن ہے۔مزید یہ کہ دو تین جگہیں اگرچہ جودھا اور جئے سنگھ کے نام نظر آتی ہیں لیکن ان کے خلاف ایسا کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے۔یہ بھی ہو سکتا ہے۔ مشاہدہ کیا کہ اگرچہ منتخب اسامیوار میں شارع لگان کے کالم میں ایک متعلقہ تبصرہ ظاہر ہوتا ہے جہاں یہ ظاہر ہے کہ تحصیل آفس میں محفوظ کاپی میں جگہ نہیں ہے، لیکن اس کاپی میں ایسا کوئی تبصرہ نہیں ہے جو صدر دفتر میں محفوظ ہے۔ یہاں تک کہ دوسری صورت میں یہ استدلال نہیں کرتا کہ اس سلسلے میں اس کالم میں تبصرہ کیوں کیا جانا چاہی"۔

ہم خود کو عالم ججوں کے ان مشاہدات سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقت کی کھوج، خواہ کتنی ہی غلط کیوں

نہ ہو، دوسری اپیل میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا، لیکن اضافی شواہد کی بنیاد پر ایک ایسی تلاش پہنچی جسے تسلیم نہیں کیا جانا چاہیے تھا اور اس پر غور کیے بغیر جو بھی اندرونی اور واضح نقائص ہوں۔ خود اندراجات کی نوعیت میں جو ان کی اصلیت کے بارے میں سنگین شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہیں، اسے ایک ایسی تلاش کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا جو دوسری اپیل میں حتمی ہو۔
اگر اضافی ثبوت اکاؤنٹ سے باہر رہ جاتے ہیں، تو اپیل کنندہ کے پاس کھڑے ہونے کے لیے عملی طور پر کوئی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ مشترکہ آباؤ اجداد سہجا سنگھ کے پاس موضع پتر کلاں کی جائیدادیں تھیں جو بعد میں دو بیٹوں کے نام پر مساوی حصص میں درج پائی جاتی ہیں، تیسرے بیٹے پھلو کے حصہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ درحقیقت جدول ونشان سے پتہ چلتا ہے کہ حمیرہ نامی چوتھا بیٹا تھا۔ اگر جائیداد رجسٹروں میں تمام بیٹوں کے نام یکساں حصص میں درج کی گئی ہو تو اس بات کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ جائیداد آبائی ہے جیسا کہ مدعی نے الزام لگایا ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ مشترکہ آباؤ اجداد کے پاس زمین تھی اور اس کے بیٹوں نے اسے وراثت میں مساوی حصص میں حاصل کیا تھا۔ ضلعی جج صریحاً غلط تھا جب اس نے مدعی کے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے کدووال میں زمینوں کو غیر آبائی تسلیم کیا اور کھسرہ نمبر 2408 میں 4 بیگھہ اور 16 بسواس زمین جو کہ دونوں کے قبضے میں نہیں تھی۔ بیٹے جودھا سنگھ اور جئے سنگھ۔ وہ یہ ماننے میں بھی اتنا ہی غلط تھا کہ روایتی قانون جو کہ فریقین پر حکومت کرتا ہے مالک کو جائیداد کے کسی بھی حصے کو، خواہ وہ آبائی یا خود حاصل کیا گیا ہو۔ یہ 1920 کے پنجاب ایکٹ II کے سیکشن 7 کے خلاف ہے، جو ان شرائط میں ہے:
"پنجاب لاز ایکٹ 1872 کے سیکشن 5 میں موجود کسی بھی چیز کے خلاف ہونے کے باوجود، کوئی بھی شخص غیر آبائی غیر منقولہ جائیداد کی علیحدگی یا ایسی جائیداد کے وارث کی کسی تقرری کا اس بنیاد پر مقابلہ نہیں کرے گا کہ اس طرح کی علیحدگی یا تقرری رواج کے خلاف ہے۔ "
اس اپیل میں کوئی دوسرا نکتہ پیدا نہیں ہوتا جو ناکام ہو جائے اور تمام عدالتوں میں اخراجات کے ساتھ خارج ہو جائے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کے لیے ایجنٹ: گنپت رائے۔

جواب دہندگان کے ایجنٹ: ایس پی ورما۔